113215 ـ شارع كو مشقت مقصود نہيں

سوال

كراہت كی حالت ميں بھی مكمل وضوء كرنے كا معنی كيا ہے ؟
كيا اس سے مقصود يہ ہے كہ سرديوں ميں گرم پانی استعمال كرنا ممكن ہونے كے باوجود ٹھنڈا پانی استعمال كيا جائے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اول:

وضوء ميں مشقت برداشت كرنے كی فضيلت درج ذيل حديث ميں وارد ہے:

ابو ہريرہ رضی اللہ تعالی عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" كيا ميں تمہيں ايسا عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالی گناہ مٹا ديتا ہے، اور اس كے ساتھ درجات بلند كرتا ہے ؟

صحابہ كرام نے عرض كيا: اے اللہ تعالی كے رسول صلی اللہ عليہ وسلم كيوں نہيں.

رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" كراہت اور ناپسنديدگی كی حالت ميں بھی مكمل وضوء كرنا، اور مساجد كی طرف زيادہ قدم اٹھانا، اور نماز كے بعد دوسری نماز كا انتظار كرنا، يہ رباط ہے، يہی رباط ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (251).

اس كی شرح كرتے ہوئے امام نووی رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اسباغ الوضوء " وضوء مكمل كرنا.

" المكاره " يہ شديد سردی كی حالت، اور جسم ميں تكليف وغيره ميں ہوگا " انتہی

دیکھیں: شرح مسلم للنووی (3 / 141).

اور ابن سعد نے " طبقات الکبری " میں اپنی سند کے ساتھ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

" میرے بیٹے تجھے ایمان کی خصلتیں لازم کرنی چاہیں بیٹے نے کہا: وہ کیا ہیں ؟

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

گرمی کے دنوں میں شدید گرمی میں روزہ رکھنا، اور تلوار کے ساتھ دشمنوں کو قتل کرنا، اور مصیبت پر صبر کرنا، اور شدید سردی کے دن مکمل وضوء کرنا، اور ابرآلود والے دن نماز میں جلدی کرنا، اور ردغۃ الخبال کو ترک کرنا.

بیٹے نے عرض کیا: ردغۃ الخبال کیا ہے ؟

تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

شراب نوشی کرنا "

دیکھیں: الطبقات الکبری (3 / 359).

اہل علم بیان کرتے ہیں کہ اس کا معنی مشقت کا قصد نہیں کہ آپ مقصد تلاش کریں، کیونکہ مشقت مقاصد شریعت میں شامل نہیں، اور نہ ہی شارع کی یہ مراد ہے، لیکن جب عبادت مشقت کے بغیر میسر نہ ہو تو اس حالت میں اجروثواب اور بڑھ جاتا ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اسباغ الوضوء علی المکارہ "

یعنی ناپسند کرتے ہوئے بھی انسان وضوء کرے، یا تو اس وجہ سے کہ اسے بخار ہو اور وہ پانی استعمال کرنے سے بھاگے، لیکن پھر بھی وضوء کر لے، یا پھر ٹھنڈ ہو اور اس کے پاس پانی گرم کرنے کا انتظام نہ ہو، تو وہ ناپسند کرتا ہوا وضوء کرے، یا پھر موسم ابرآلود ہو اور بارش ہو رہی جس کی بنا پر وہ پانی والی جگہ نہ پہنچ سکتا ہو تو اس کے باوجود وضوء کرے، بہر حال وہ مشقت اور ناپسندیدگی کی حالت میں وضوء کرے لیکن اس میں کوئی ضرر نہ ہو، اور اگر ضرر و نقصان ہو تو پھر وہ وضوء نہیں بلکہ تیمم کریگا، اس سے اللہ تعالی گناہ مٹاتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے.

لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ انسان اپنے اوپر مشقت کرے اور گرم پانی چھوڑ کر ٹھنڈے پانی سے وضوء کرے، یا پھر اس کے پاس پانی گرم کرنے کا انتظام تو ہو لیکن وہ کہے: میں گرم نہیں کرتا، اور ٹھنڈے پانی سے وضوء کرنا چاہتا ہوں تا کہ مجھے یہ اجر ملے، تو یہ مشروع نہیں؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اللہ تعالی تمہیں سزا دے کر کیا کریگا ؟ اگر تم شکر گزاری کرتے رہو، اور ایمان لاؤ النساء (147).

حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑے دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ؟

لوگوں نے عرض کیا: اس شخص نے دھوپ میں کھڑے ہونے کی نذر مان رکھی ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس سے منع کر دیا، اور اسے سایہ اختیار کرنے کا حکم دیا "

چنانچہ انسان نہ تو اس کا مامور ہے اور نہ ہی مندوب کے وہ مشقت اور نقصان والا کام کرے، بلکہ اس کے لیے جتنی بھی عبادت آسان ہو وہ افضل ہے، لیکن جب اذیت اور کراہت ضروری ہو تو اس پر اسے اجروثواب حاصل ہو گا؛ کیونکہ یہ اس کے اختیار کے بغیر ہے ...

اور کثرۃ الخطا: کا معنی یہ ہے کہ انسان نماز کے لیے مسجد آئے چاہے دور ہی سے، اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ دور والا راستہ اختیار کرے، یا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے، یہ مشروع نہیں، بلکہ وہ اپنی عادت کے مطابق چلے، اور دوری کا قصد نہ کرے، یعنی مثال کے طور پر اگر اس کے گھر اور مسجد کے درمیان ایک قریب والا راستہ ہو اور ایک دور والا تو وہ قریب کا راستہ نہ چھوڑے، لیکن اگر مسجد دور ہو اور مسجد کی طرف جانا ضروری ہے تو یہاں مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھا کر جانا گناہوں کو مٹانے کا باعث ہو گا، اور اس سے درجات میں بلندی ہو گی " انتہی

دیکھیں: شرح ریاض الصالحین کتاب الفضائل باب فضل الوضوء (3 / 137) طبع مکتبۃ الصفا المصریۃ.

دوم:

ویب سائٹ میں سوال نمبر (113385) کے جواب میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ عبادت میں مشقت کا قصد کرنا مشروع نہیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بعض لوگوں کا یہ قول: (ثواب مشقت کے حساب سے ہوتا ہے) یہ مطلقا صحیح نہیں، جیسا کہ کچھ رہبانیت کی اقسام والے گروہ اس سے استدلال کرتے ہیں، اور بدعتی لوگ ان عبادات میں جو اللہ تعالی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع نہیں کیں جو اللہ تعالی نے حلال کیا تھا انہیں مشرکوں نے حرام کر لیا اس قبیل سے ہی ہیں.

مثلا: حد سے زيادہ بڑھنے والے جن کی رسول کريم صلی اللہ عليہ وسلم نے مذمت کرتے ہوئے فرمايا:

" حد سے تجاوز اور غلو کرنے والے ہلاك ہو گئے "

اور آپ صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اگر ميرے ليے مہينہ طويل اور لمبا کر ديا جائے تو ميں ايسا وصال کرتا (يعنی مسلسل روزے رکھتا) جس سے تعمق کرنے والے اپنا تعمق چھوڑ ديتے يعنی معاملہ کی گہرائی ميں جانا چھوڑ ديتے "

مثلا: حد سے زيادہ بھوك يا پياس جو عقل اور جسم کو نقصان دے، اور واجبات يا مستحبات جو اس سے زيادہ فائدہ مند ہوں کی ادائيگی ميں مانع ثابت ہو.

اور اسی طرح ننگے پاؤں رہنا، اور جسم پر کپڑے نہ رکھنا، اور پيدل چلنا جس کا کوئی فائدہ نہ ہو اور انسان کو ضرر دے مثلا وہ ابی اسرائيل کی وہ حديث جس ميں ہے کہ اس نے روزہ رکھنے، اور کھڑا رہنے کی نذر مان رکھی تھی کہ وہ بيٹھےگا نہيں اور سايہ اختيار نہيں کريگا اور نہ ہی کلام کريگا تو رسول کريم صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اسے حکم دو کہ وہ بيٹھے، اور سايہ اختيار کرے، اور بات چيت کرے، اور اپنا روزہ پورا کر لے "

اسے بخاری نے روايت کيا ہے.

اور رہا مسئلہ اجروثواب اطاعت کے حساب سے ہے تو بعض اوقات اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ عليہ وسلم کی اطاعت کسی آسان عمل ميں ہو گی، جيسا کہ اللہ تعالی نے اہل اسلام پر دو کلموں کی آسانی کی ہے اور يہ دو کلمے افضل اعمال ميں سے ہيں اسی ليے رسول کريم صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا تھا:

" دو کلمے ايسے ہيں جو زبان پر بہت ہی ہلکے ہيں، اور ميزان ميں بہت بھاری ہيں، رحمن کو بہت پيارے ہيں، سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظيم ہيں "

اسے بخاری اور مسلم نے روايت کيا ہے.

اور اگر کہا جائے کہ:

عمل کی منفعت اور اس کے فائدہ کے مطابق اجر ہے تو پہلے کو امر کے ساتھ تعلق کی بنا پر اور دوسرے کو فی نفسہ صفت سے متعلق ہونے کی بنا پر صحيح ہے.

اور عمل کا فائدہ اور اس کی منفعت بعض اوقات صرف امر کے اعتبار سے ہوتا ہے، اور بعض اوقات فی نفسہ صفت

کے اعتبار سے، اور بعض اوقات دونوں کے اعتبار سے.

چنانچہ پہلے اعتبار سے وہ اطاعت اور معصیت میں تقسیم ہوتا ہے، اور دوسرا حسن اور برے میں تقسیم ہو گا.... رہا اس کا مشقت والا ہونا تو یہ عمل کے افضل اور راجح ہونے کا سبب نہیں.

لیکن بعض اوقات فاضل عمل مشقت والا ہو سکتا ہے، تو اس کا افضل ہونا غیر مشقت معنی کی بنا پر ہے، اور مشقت کے ساتھ اس پر صبر کرنا اس کے اجروثواب میں اضافہ کا باعث ہے تو مشقت کے ساتھ ثواب زیادہ ہو گا.

جس طرح حج اور عمرہ میں دور گھر والے کو قریب گھر والے سے زیادہ اجروثواب حاصل ہوگا، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو عمرہ میں فرمایا تھا:

" تیرا اجر تیری تھکاوٹ کے مطابق ہو گا "

کیونکہ عمل میں مسافت کی دوری کے مطابق اجر ہے، اور دور والا شخص زیادہ تھکتا ہے تو اسے اجر بھی زیادہ ملےگا، اور اسی طرح جہاد ہے.

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا:

" قرآن مجید کا ماہر کرام البررہ فرشتوں کے ساتھ ہو گا، اور جو اسے پڑھنے میں مشکل سے دوچار ہے وہ اس پر گراں گزرتا ہے تو اسے ڈبل اجر ہے "

اکثر اوقات مشقت اور تھکان کے حساب سے ثواب زیادہ ہو جاتا ہے، اس لیے نہیں کہ عمل سے مشقت مقصود ہے، لیکن اس لیے کہ عمل کے ساتھ مشقت اور تھکان لازم تھی، یہ ہماری شریعت میں ہے جس میں ہم سے بوجھ اور طوق دور کر دیے گئے ہیں، اور اس میں ہم پر کوئی حرج نہیں، اور نہ ہی اس میں ہم سے کوئی مشکل چاہی گئی ہے، اور ہم سے قبل والوں کی شرع میں ہو سکتا ہے ان سے مشقت مقصود ہو.

اور بہت سارے بندے یہ رائے رکھتے ہیں کہ مشقت و تکلیف اور تھکان مطلوب ہے اور یہ اللہ کے قرب کا باعث ہے؛ کیونکہ اس میں نفس کو لذات اور دنیا کی جانب میلان سے نفرت ہے، اور دل کا جسم سے تعلق میں انقطاع ہے، اور یہ بالکل اسی زہد اور رہبانیت سے ہے جو بےدین اور ہندو لوگوں وغیرہ کے ہاں پائی جاتی ہے.

اس لیے آپ انہیں اور ان جیسے دوسرے مشابہ راہب قسم کے لوگوں کو شدید قسم کے مشقت اور تھکان والے اعمال و عبادات کرتے ہوئے دیکھینگے، حالانکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی بہتر انجام ہے، اور نہ فائدہ مگر قلیل سا جو اس عذاب کا مقابلہ نہیں کر سکتا جنہیں وہ پائینگے.

اس اصل فاسد کی نظیر یہ بھی ہے کہ بعض جاہل قسم کے لوگ مدح سرائی کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں:

" فلاں شخص نے شادی نہیں کی، اور فلاں نے ذبح نہیں کیا، یہ ان راہبوں کی مدح ہے جو نہ تو شادی کرتے ہیں اور نہ ہی ذبح، لیکن مخلص اور حنفاء لوگ تو وہ ہیں جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں، اور نہیں بھی رکھتا، اور میں نے عورتوں سے شادی بھی کر رکھی ہے، اس لیے جو کوئی بھی میری سنت اور میرے طریقہ سے دور ہٹےگا اور بےرغبتی کریگا وہ مجھ میں سے نہیں "

یہ اشیاء ہی فاسد دین میں سے ہیں، اور یہ قابل مذمت ہے جس طرح کہ دنیا کی زندگی پر مطمئن ہو جانا قابل مذمت ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (10 / 620 - 623).

واللہ اعلم .